انجام پر ذرا نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ ٹولہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچازاد بھائی مسٹر قارون کے کردار سے ہم آہنگ ہے، جو اپنے مفادات کی خاطر فرعون کا آلہ کار بن گیا تھا اور بے دریغ زرِ دنیا سمیٹنے میں مگن ہو گیا تھا۔ مسٹر قارون کو بھی قوم کے اہل دانش نے دنیا طلبی میں لگ کر فساد فی الارض بپا کرنے سے منع کیا تھا، جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿إذ قال له قومه لا تفرح إن الله لايحب الفرحين ۞ وابتغ فيما اتاك الله الدار الأخرة ولاتنس نصيبك من الدنيا وأحسن كما أحسن الله إليك ولا تبغ الفساد في الأرض إن الله لا يحب المفسدين ۞﴾ [القصص ٧٦-٧٧] ''جب اس کی قوم کے لوگوں نے اس سے کہا ''اتنا مت اتراؤ، بیشک اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتا، اور جو مال و دولت اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھی ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر، دنیا میں بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر اور لوگوں سے احسان کر جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے اور ملک میں فتنہ و فساد پھیلانے کی کوشش نہ کر؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو بالکل پسند نہیں فرماتے۔''

اس نصیحت کا اس عاقبت نااندیش اور دنیاوی دولت کے نشے میں چور شخص پر کچھ اثر نہ ہوا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کرتے ہوئے لاپرواہی سے کہہ دیا: ﴿إنما أوتيته على علم عندي﴾ [القصص ٧٨] ''یہ سب کچھ میری اپنی علمی قابلیت ہی کی بنا پر ملا ہے۔'' (نعوذ باللہ) اللہ کے فضل و کرم کا اس سے کیا تعلق؟!

قارون بھی دولت کے نشے میں چور ہو کر لوگوں پر ظلم کرتا تھا۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿إن قارون كان من قوم موسىٰ فبغى عليهم﴾ [القصص ٧٦] ''بیشک قارون تھا تو قومِ موسیٰ سے؛ لیکن ان پر ظلم کرنے لگا۔''

ایسے ہی اس دور کے اکثر حکمران مغربی ڈگری ہولڈر اور دینی علم سے بے بہرہ ہو کر ظاہری کروفر کے نشے سے چور، مغربی آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر اپنے ہی بھائیوں پر ظلم ڈھاتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کچھ وقت ڈھیل دیتا ہے، لیکن جب پکڑتا ہے تو عبرت کا سامان بنا دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قارون کو بنا دیا تھا: ﴿فخسفنا به وبداره الأرض فما كان له من فئة ينصرونه من دون الله وما كان من المنتصرين﴾ [القصص ٨١] ''پھر ہم نے قارون اور اس کے گھر کو (خزانوں سمیت) زمین میں دھنسا دیا، اب اس کے حامیوں کی کوئی جماعت ایسی نہ تھی جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتی اور نہ ہی وہ خود بدلہ لے سکا۔''

یہی ہر دور کے ''میری کرسی مضبوط ہے'' کہنے والوں کا انجام ہے اور یہی حشر اسلامی ملک تیونس کے صدر

’’زین العابدین بن علی‘‘ کا ہوا۔ تیونس پر اس کی حکمرانی کے 27 سالوں میں مسلمانانِ تیونس پر دہشت و بربریت کے پہاڑ توڑے گئے۔ اسلامی نظریہ حیات اور عبادات کو ’’رجعت پسندی‘‘ اور ’’قدامت پرستی‘‘ قرار دے کر اسلامی شعائر کے خلاف شرمناک قوانین بنائے اور کفارِ عالم کی رضاجوئی کے لیے اکثریتی مسلمان آبادی کی شخصی آزادیاں تک بھی سلب کر لیں۔ مدارس و مساجد میں اسلامی تعلیم کی ممانعت کر دی اور ایسے ایسے اقدامات کیے جن کے تذکرے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں......

ان انسانیت سوز مظالم نے اہل اسلام کو آخر کار خوابِ غفلت سے بیدار کر دیا۔ اس اسلام دشمن حکمران کے خلاف مظلوم تیونسی مسلمان نوجوانوں نے سرِعام میدان میں آکر مقابلہ کیا، ان غیور مسلمانوں کے سامنے اس ڈکٹیٹر کو منہ کی کھانی پڑی۔ اب اسے اپنے محل میں رہنے کی جگہ تک نہ مل سکی، بعض اہل خانہ کو دبئی بھگایا، کسی کو کینیڈا پہنچایا، پھر اپنے جہاز میں بیٹھ کر پناہ کی تلاش میں مالٹا گیا، وہاں جگہ نہ پاکر فرانس بھاگا، فرانسیسی آقا نے بھی گھاس نہ ڈالی تو جدہ پہنچ کر سانس لیا۔ ﴿فاعتبروا یآ أولی الأبصار!﴾ نیز دیکھیے: [الفرقان (616) 17 جنوری 2011ء]

# جاسوس کی سزا

مدیر التحریر

جلیل القدر مجاہد سلمہ بن الأکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ’’نبی کریم ﷺ کے پاس دورانِ سفر مشرکین کا ایک جاسوس آیا۔ کچھ دیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتا رہا، پھر کھسک گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اطلبوہ واقتلوہ‘‘ ’’اس کو ڈھونڈ کر قتل کر دو۔‘‘ سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ کے حکم پر میں نے اس کو موت کے گھاٹ اتارا اور آپ ﷺ نے اس مقتول کا سارا سامان مجھے عطا فرمایا۔‘‘ [صحیح البخاری الجھاد باب ۱۷۳ الحربی إذا دخل دارالإسلام بغیرأمان ح ۳۰۵۱، أبو داؤد الجھاد باب ۱۱۰ فی الجاسوس المستأمن ح ۲۶۵۳]

دوسری روایت میں یہ واقعہ تفصیلاً آیا ہے۔ [مسلم الجھاد ح ۴۵ عنہ ۱۲/ ۶۶، أبو داؤد ح ۲۶۵۴]

امام نوویؒ کہتے ہیں: حربی کافر جاسوس واجب القتل ہے اور اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

اگر کوئی معاہد یا ذمی کافر جاسوسی کا ارتکاب کرے تو امام مالکؒ اور اوزاعیؒ کہتے ہیں کہ اس کا معاہدہ ٹوٹ

جائے گا اور ذمہ ختم ہو جائے گا۔ [المنهاج ١٢/٦٧، فتح الباری ٦/١٩٥]

اس طرح وہ یقیناً ''واجب القتل'' بن جائے گا۔ کیونکہ کسی کافر معاہد یا ذمی کو اسلامی حکومت کی طرف سے امان ملتی ہے، تو اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنی حفاظت کی ذمہ دار حکومت کے خلاف غداری اور جاسوسی نہ کرے۔ اگر ایسا کرے تو اس کی حفاظت کا ذمہ بالکل کالعدم ہو جاتا ہے۔

فتح مکہ کی تیاری کے دوران ایک مشرکہ عورت جاسوسی کے کام میں ڈاکیا کا کردار ادا کرتی ہوئی پکڑی گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے اسے کہا: '' لتخرجنّ الکتاب أو لتلقینّ الثیاب '' ''وہ خط نکال کر دو، ورنہ ہم تیرے کپڑے اتروا کر تلاشی لیں گے۔'' [بخاری الجهاد باب ١٤١ الجاسوس ح ٣٠٠٧ مسلم فضائل الصحابة ح ١٦١]

اور ایک روایت میں ہے: '' لأقتلنّکِ أو لتخرجنّ الکتاب'' میں ضرور تمہارا سر تن سے جدا کروں گا ورنہ تجھے ضرور خط نکالنا پڑے گا۔'' [أبو داؤد الجهاد باب ١٠٨ ح ٢٦٥١]

جاسوسی اتنا سنگین جرم ہے جس کی پاداش میں کافر واجب القتل ہوتا ہے اور عورت بھی بلا استثناء قتل کی جاتی ہے اور تفتیش میں حسب ضرورت بے پردہ کر کے بھی تلاش لی جا سکتی ہے۔

اگر کوئی مسلمان شخص کافروں کے لیے جاسوسی کرے تو وہ بھی واجب القتل ہوتا ہے۔ فتح مکہ کی تیاری کے دوران ایک صحابی حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے صرف اپنے اہل خانہ کی سکیورٹی کے پیش نظر کافروں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے جاسوسی کی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! دعنی أضرب عنق هذا المنافق'' اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت عطا کیجیے کہ اس منافق کا سر قلم کر دوں۔'' اس پر خلوص پیشکش کو قبول فرمانے سے رسول اللہ ﷺ صرف اس وجہ سے رک گئے کہ '' یہ غزوہ بدر میں شریک ہو کر دادِ شجاعت دے چکا ہے، اور اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے انہیں مغفرت عطا فرمائی ہے۔''

[بخاری الجهاد باب ١٤١ ح ٣٠٠٧، مسلم فضائل الصحابة ح ١٦١]

واضح ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی گزارش بالکل برحق تھی، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کی تردید نہیں فرمائی؛ لیکن خاص اس شخص کو بدنیتی اور غداری سے یقینی طور پر پاک ہونے کی وجہ سے مستثنیٰ کر دیا۔

ان حقائق سے معلوم ہوا کہ ''جاسوس'' مسلمان اور ہم وطن بھی ہو تو اسے قتل کرنا ضروری ہے، پس کافر